صائمہ اکرم چوہدری

یہ ہمارے اعمال

زرش کو ایک سو ایک فیصد یقین تھا کہ اس کی "اقبالیات" کے مضمون میں اگر "سپلی" آئی تو وہ اس منحوس لمبی ناک والے پرنسپل شفیق جواد کی بیہودہ نگرانی کی وجہ سے آئے گی۔

حالانکہ اس دن موسم کتنا زبردست تھا۔ ہوا عجیب اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔ جب کہ کالی بدلیاں بھی شرارت کے موڈ میں تھیں۔ لیکن زرش ریاض اس دن بھی اپنی چچا زاد عشاء فیاض کو بلند آواز میں کوستے ہوئے کمرہ امتحان میں داخل ہوئی تھی، حالانکہ اس بے چاری نے اسے اپنی مکمل "مدد" کا بھرپور یقین دلایا تھا۔ مگر اس کی یہ گھٹیا حرکت (جو زرش کے نزدیک گھٹیا ترین تھی) کہ اس نے بی ایس سی کر کے سکون سے ابرار الحق کے گانے سنتی، شاہ رخ کی فلمیں دیکھتی اور چٹ پٹے کھانے کھاتی کزن کا چپکے سے ایم اے اردو کا داخلہ بھجوا کر ایک "ناقابل معافی" جرم سرزد کر دیا تھا۔ وہ تو اس کی رول نمبر سلپ بھی دادا ابا کے ہاتھ لگ گئی، ورنہ وہ یہ "فتنہ" دبا چکی ہوتی۔ اگرچہ دادا ابا کو بھی اپنے سب سے بڑے بیٹے کی سب سے چھوٹی اولاد سے اس قدر عقل مندی اور پڑھائی سے محبت کی توقع نہیں تھی۔ تب ہی وہ گھر کے ایک ایک بندے سے اس رول نمبر کی "تصدیق" کرواتے پھر رہے تھے۔

حالانکہ زرش ریاض اس وقت چپس کی پلیٹ سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے ٹی وی پر کسی مشہور سیلبریٹی کی علیحدگی کی داستان سننے میں مگن تھی جب اس "سانحے" کی اطلاع اس تک پہنچی مگر اس وقت تک پانی پلوں کے نیچے سے گزر چکا تھا اور اسے طوعاً کرہاً "پیپر" دینے پڑے۔

"اقبالیات" کے پیپر میں پورے ہال میں سناٹا تھا۔ تیسری رو کے آٹھویں نمبر پر بیٹھی زرش کا دل کر رہا تھا کہ وہ سپرنٹنڈنٹ کے زیادہ نہیں تو سولہ دانت تو توڑ ہی دے یا پھر اپنی اگلی سیٹ پر بیٹھی اپنی "فتنی" کزن عشاء فیاض کی کمر میں "پرکار" کی زوردار نوک گھسا کر ایک سوراخ تو کر ہی دے جو اس وقت مکمل محویت سے اپنی شیٹ پر جھکی پیپر حل کرنے میں مصروف تھی حالانکہ سوال نامہ ہاتھ میں آتے ہی زرش کا رنگ اڑ گیا تھا۔ پہلا معروضی سوال ہی گھما دینے والا تھا اور چونکہ ضروری سوال تھا اس لیے اس پر وہ تین حرف بھی نہیں بھیج سکتی تھی۔

"عشاء بے غیرت! یہ اقبال کی جس غزل کی تشریح کرنی ہے، یہ اس کی کس کتاب میں شامل ہے؟" اس نے تھوڑا سا جھک کر سرگوشی اس طرح کی کہ چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

"یہ ان کی اسی کتاب کی غزل ہے جو میں نے تمہیں اس وقت پڑھنے کو دی تھی جب تم میرا کی بیہودہ فلم دیکھنے میں مگن تھیں۔" عشاء سے اس قدر بے مروتی کی اسے امید نہیں تھی۔ تب ہی اس سنگین صورت حال میں اس کا طعنہ سن کر اسے سکتہ ہی تو ہو گیا۔

"تم باہر نکلو ذرا، تمہاری ایک ٹانگ تو ضرور توڑوں گی اور اب آنا میرا کوئی سوٹ مانگنے، یا پھر لپ اسٹک کا کوئی شیڈ لینے، خود غرض عورت۔۔۔" وہ سلگ کر بولی۔

"یہ عورت کس کو کہا ہے؟" عشاء کو نفرت تھی اس لفظ سے، وہ پوری کی پوری پیچھے کی طرف مڑ گئی۔

"آپ لوگ کیا اسٹار پلس کے ڈراموں کی طرح سازشوں میں مصروف ہیں، یہ ایم اے کے پیپرز ہیں کوئی مذاق نہیں۔۔۔" سپرنٹنڈنٹ ان دونوں کے سر پر توپ کے گولے کی طرح برسا تھا۔

"اپنا اپنا، پیپر کریں سب لوگ۔۔۔" ایک اور نگران چیخا۔

"لو ان کی کمی تھی، اپنا اپنا ہی کریں گے اور ویسے بھی اپنا نہیں آتا تو دوسروں کا کیا خاک کریں گے۔" زرش نے دل ہی دل میں جواب دیا۔ ایک گھنٹے میں اس نے صرف ایک سوال کیا تھا، جب کہ چار ابھی باقی تھے۔

ٹانگ جھلاتے ہوئے اس نے ادھر ادھر کا معائنہ کیا۔ دھڑا دھڑ لکھتی لڑکیوں پر اسے رشک سا آیا۔ سپرنٹنڈنٹ اپنی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جب کہ تین ہٹے کٹے نگران پورے ہال میں گھوم رہے تھے۔

"ویسے سپرنٹنڈنٹ ہے تو اسمارٹ بندہ۔" اس نے دل ہی دل میں اسے سراہا' دراز قد' صاف رنگ' چمکتی آنکھوں پر سرمئی فریم کا اسٹائلش سا چشمہ' اور ڈریسنگ بھی ٹھیک ٹھاک تھی اور عمر بھی تیس سے زیادہ ہرگز نہیں تھی۔

"ارے! اس کی شرٹ کا سب سے پہلا بٹن تو آدھا ٹوٹا ہوا ہے۔" اسے بے اختیار ہنسی آگئی۔

"آپ پیپر کیوں نہیں کر رہیں؟" ایک خرانٹ سا نگران اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"میری مرضی۔۔۔" اس نے شان بے نیازی سے جواب دیا۔ اب تو ویسے بھی اس پیپر میں "سپلی" کا اسے یقین ہو گیا تھا۔ نگران نے اس کی طرف یوں دیکھا جیسے۔۔۔ وہ پاگل ہو' وہ کچھ دیر گھورتا رہا پھر آگے بڑھ گیا۔

زرش نے ساتھ والی رو میں بیٹھی لڑکی کے اسٹائلش سے سوٹ کو توصیفی نظروں سے دیکھا۔

"کیا زبردست بیل ہے۔ امی سے کہہ کر اپنی شرٹ پر بھی بنواؤں گی۔" اس نے دل میں ارادہ کیا۔ پھر نمونے کے لیے اس کا ڈیزائن بڑے غور سے سوالیہ پیپر کی بیک سائڈ پر اتارنے لگی۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟" وہ ایک دفعہ پھر اس کے سر پر آکر دھاڑا۔

"کیا ہوا؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ تڑاخ کر کے بولا۔

"یہ کیا بیل بوٹے بنا رہی ہیں' پیپر دینے آئی ہیں یا مذاق کرنے۔"

"سر! ڈیزائن اتار رہی ہوں بیل کا۔ مجھے بھول جائے گا۔" اس نے معصومیت سے جواب دیا۔

"اس پیپر میں تو ایسا کوئی واہیات سوال نہیں ہے۔" اس نے طنز کیا۔ جب کہ وہ کچھ توقف کے بعد بولی۔

"اس پیپر میں یہ بھی نہیں لکھا گیا کہ ڈیزائن اتارنا منع ہے۔۔۔"

"کمرۂ امتحان میں ہر قسم کی نقل منع ہے' خواہ وہ دری مواد کی ہو یا سوٹوں کی ڈیزائننگ کی۔" اس نے سختی سے کہا۔

"کیا بدتمیزی ہے زرش! پیپر کیوں نہیں کر رہیں۔" عشاء بری طرح ڈسٹرب ہو کر بولی۔ "سر! اسے عادت ہے فضول بولنے کی۔" اس نے سر پر سوار بندے کو اطلاع دی جو اب دلچسپی سے اس کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"کوئی عادت نہیں ہے' اور تم بدتمیز سارے زمانے کی گھر سے کہہ کر آئی تھیں کہ سارا پیپر کراؤں گی اور یہاں آتے ہی آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔" اس کا لہجہ دھیما مگر سلگتا ہوا تھا۔

"تمہیں سارا پیپر آتا ہے' ڈرامے بازی مت کرو۔" عشاء کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن توڑ دے۔

"نہیں آتا۔" اس نے صاف جھٹلایا۔

"یہ علامہ اقبال کی خودی والا سوال میں نے خود تمہیں رات یاد کروایا تھا۔" کمرۂ امتحان کے احترام کے طور پر وہ آہستگی سے بولی۔ جب کہ زرش نے تڑاخ سے اطلاع دی۔ "بھول گئی میں۔"

"ہاں' خودی ہوتی تو یاد رہتا۔" عشاء نے طنز کیا۔

"اور یہ اقبال کا شاہین' یہ بھی تو تم رٹے مار رہی تھیں۔"

"ہاں' مگر اب مجھے یاد نہیں آرہا۔" "اقبال کے شاہین" اور "مرد مومن" کی سرخیاں آپس میں مکس ہو گئی ہیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔"

"پھر ایسا کرو تم دفع ہو جاؤ یہاں سے' جاہل ہی رہنا سدا۔" وہ ایک دفعہ پھر اپنے پیپر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"آپ کمرۂ امتحان میں خلل مت ڈالیں اور خاموشی سے پیپر کریں۔" سپرنٹنڈنٹ نے سختی سے جھاڑا۔ لڑکیاں پیپرز چھوڑ کر سر اٹھائے انہیں دیکھ رہی تھیں۔

"آپ سب اپنے پیپرز کریں۔۔۔" اس نے اب سب کو مخاطب کیا' بہت سارے سر دوبارہ پیپرز پر جھک گئے۔ جب کہ وہ اب بھی ڈھٹائی سے ادھر ادھر دیکھ

رہی تھی۔

"سر! علامہ اقبال نے کتنی شادیاں کی تھیں؟" اس نے آہستگی سے اب اسے مخاطب کیا جو پورے ہال کا ایک چکر لگا کر پھر اس کے سر پر تھا۔

"اقبال کا تو مجھے پتا نہیں' البتہ میری ایک بھی نہیں ہوئی۔" وہ اس کے لہجے سے اندازہ نہیں کر سکی کہ وہ مذاق کر رہا ہے یا سنجیدہ ہے۔

اور پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔ "آپ کیوں اقبال کی شادیوں پر تحقیق کر رہی ہیں؟"

وہ چڑ کر گویا ہوئی۔ "سر! یہ سوال معروضی سوالوں میں شامل ہے بھلا اتنے عظیم فلسفی اور شاعر کی ذاتیات میں جانے کی کیا تک بنتی ہے۔ وہ جتنی مرضی شادیاں کریں۔"

"اقبال نے اتنی ہی شادیاں کی تھیں' جتنی تمہارے نانا نے کی تھیں۔" اگلی کرسی پر بیٹھی عشاء کے کان پیچھے ہی تھے' تب ہی اسے "خاندانی اشارہ" دیا جو اسے فٹ سمجھ میں آگیا۔

"اچھا۔۔۔ تین۔۔۔" اس نے مطمئن ہو کر فوراً لکھا۔

"اور یہ "عطیہ فیضی" کون تھی؟ اس نے دوبارہ پوچھا۔

"آپ اب بولیں تو میں پیپر چھین لوں گا۔" سپرنٹنڈنٹ سخت لہجے میں وارن کر کے اب کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا۔

"چھین لیں۔ مجھے تو ویسے بھی بہانہ چاہیے۔" اس نے دل ہی دل میں جواب دیا۔

"تم گھر چلو۔۔۔ دادا ابا کو بتاؤں گی۔ مسینی' گھنی۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔

"خلیل! ان کی جگہ تبدیل کر دیں۔۔۔" اس نے مڑ کر ایک نگران سے کہا۔

"جی سر۔۔۔!" فوراً جواب ملا۔

"لان میں بٹھا دیں کتاب دے کر۔" زرش جل کر بولی۔

"تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔" وہ درشتی سے کہہ گیا۔ سیٹ پر بیٹھتے ہی زرش نے کھا جانے والی نظروں سے عشاء کو دیکھا جو اپنی بتیسی کی نمائش کر رہی تھی۔

"اللہ کرے دانتوں میں کیڑا لگ جائے۔" اس نے جل کر بددعا دی۔

جیسے تیسے پیپر ختم ہوا اور اس نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

سارا۔۔۔ پیپر اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کے پیپر میں جھانک جھانک کر کیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے نوٹ کیا مگر پتا نہیں کیوں خاموش رہا۔

"پیپر کیسا ہوا؟" باہر نکلتے ہی عشاء نے پوچھا۔

"مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی تو منہ توڑ دوں گی۔ سمجھیں؟ حد ہوتی ہے بے مروتی کی' گھر جاتے ہی میرے یہ جوتے شرافت سے اتار کر رکھ دینا اور اگر زیادہ بکواس کی تو میں یہیں اتروا لوں گی۔ پھر ننگے پاؤں گھر جانا۔۔۔" زرش کی جھاڑ نے عشاء کے چھکے چھڑا دیے۔

"میری پیاری بہن نہیں ہو؟"

"خبردار! جو مجھے مسکہ لگایا' میری صرف دو بہنیں ہیں۔ جو شادی شدہ اپنے اپنے گھروں میں ہیں۔"

"اچھا سوری ناں یار۔۔۔!"

"کس نے کہا تھا' میری رجسٹریشن کروانے کو۔ میرا پچھلا تعلیمی ریکارڈ بڑا شاندار تھا ناں جو مزید صفحات کالے کروانے کے لیے ایم اے میں داخلہ کروا دیا۔" اس نے چلتے چلتے خفگی سے پوچھا۔ عشاء شرارت بھرے لہجے میں بولی۔

"مجھے معلوم ہے یار کہ میٹرک میں تمہاری "سپلی" تھی' پھر ایف ایس سی میں تھرڈ ڈویژن' اور بی ایس سی میں بھی دو سپلیاں بمعہ ڈی گریڈ کے' لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں ایم اے کے لیے رٹے ماروں اور تم خیر سے گواچی گاں کی طرح پورے گھر میں لڈیاں ڈالتی پھرو' موویز دیکھو' میوزک سنو اور سارے جہاں میں لور لور پھرو۔۔۔ بس اسی وجہ سے یہ کمینگی مجھے دکھانا

پڑی۔"

"زرش کو سخت صدمہ ہوا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اپنی عم زاد سے اتنی ڈھٹائی اور صاف گوئی کی اسے توقع نہیں تھی۔

"اللہ کرے کسی بھینگے سے تمہاری شادی ہو اور ساری زندگی تمہیں یہ خوش فہمی رہے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے' اور حقیقت میں وہ کہیں اور آنکھ مٹکا کر رہا ہو۔" زرش نے بددعا دی تو عشاء کا قہقہہ پورے کوریڈور میں گونجنے لگا جب کہ اس نے غصے سے فائل زور سے اس کے سر پر دے ماری۔

"محترمہ! یہ تشدد گھر جا کر کیجیے گا۔ یہ جگہ انتہائی نامناسب ہے۔" سپرنٹنڈنٹ کی آواز پر وہ ایک دم اچھلی۔

"سر! آپ یوں کریں کہ پولیس میں بھرتی ہو جائیں۔ حالانکہ "کامیاب" چھاپے مارنا ہماری پولیس کا وطیرہ تو نہیں' لیکن پھر بھی۔۔۔ زرش کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عشاء کے ساتھ ساتھ اس کا بھی سر کھول دے۔

سلجوق نے اسے غور سے دیکھا جو خاصی حاضر جواب تھی بلکہ ٹھیک ٹھاک بدلحاظ تھی۔

"اچھا مشورہ ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ لوگ چلتے چلتے گیٹ تک آپہنچے تھے۔ تب ہی عمر کی نظر ان پر پڑی' وہ خاصا تپا ہوا تھا۔

"یہ کیا فضول حرکت ہے' پیپر ختم ہوئے پورا آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے میں پچھلے ایک گھنٹے سے یہاں دھوپ میں سڑ رہا ہوں اور تم لوگ اب ٹہلتی ہوئی آرہی ہو جیسے شالامار باغ میں سیر کرنے آئی ہو۔" عمر نے آتے ہی دونوں کی ٹھیک ٹھاک کلاس لی۔

"اگر چشمہ اتار کر دیکھ لو تو شاید تمہیں میں بھی نظر آجاؤں۔" سلجوق کے جملے پر وہ دونوں چونک گئیں۔

"ارے بھئی! تو کہاں۔۔۔؟" عمر ٹھٹھک کر اس کے گلے لگ گیا اور اب سب کچھ بھلائے بڑے جوش و خروش سے اللہ جانے کون سے قصے کھول بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلے خوشی کے رنگ اور لہجے میں بے تکلفی سے ان دونوں کو ان کے بہت قریبی تعلقات کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔

"تم اب بھی پچھلے پندرہ منٹ سے دھوپ میں ہی کھڑے ہو۔" زرش کے طنزیہ لہجے پر برا مانے بغیر وہ ایک دم مڑا۔

"یہ سلجوق جواد ہے' ہم دونوں ساتھ اسکول کالج میں پڑھے ہیں اور پھر ایف ایس سی کے بعد میں انجینئرنگ میں چلا گیا جب کہ اس نے کمپیوٹر سائنس لے لیا' پھر سنا تھا کہ ایم ایس سی کے بعد اس کی لیکچرشپ ہو گئی تھی اسی گورنمنٹ کالج میں۔ ہے ناں؟" عمر کی تفصیل کو عشاء نے بڑی دلچسپی جبکہ زرش نے بڑے اکتائے ہوئے انداز میں سنا' جب کہ مقابل کی خوش مزاجی عروج پر تھی۔

"اور یار! یہ میری بہن ہے زرش اور یہ عشاء ہے میری فرسٹ کزن۔ ان دونوں کے ایم اے کے پیپرز ہو رہے ہیں یہاں مگر تم یہاں کیسے؟"

"میں یہاں بدقسمتی سے ایم اے سینٹر کا سپرنٹنڈنٹ بنا ہوا ہوں۔" اس کی اطلاع پر عمر اچھلا اور بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں بولا۔

"اس کا مطلب ہے اس دفعہ میری بہن پہلے ہی چانس میں ایم اے کر کے اپنا سابقہ تعلیمی ریکارڈ توڑ دے گی۔"

"کیا مطلب؟" سلجوق واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"تم گھر چلو ایک دفعہ۔۔۔" زرش نے سرعام دھمکی دی تو عمر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تمہاری گاڑی کدھر ہے؟" عمر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پیپرز بینک جمع کروانے کے لیے لے گیا ہے۔" اس کے جواب پر عمر نے فوراً اس کا بازو پکڑا۔ "تمہارا گھر ابھی بھی ماڈل ٹاؤن میں ہی ہیں ناں۔ آؤ چلو۔" اس نے سلجوق کے ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

اسے بے تکلفی سے عمر کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے دیکھ کر زرش کا دل چاہا کہ وہ کسی رکشے کو روکے اور گھر چلی جائے۔

"عدنان اور عثمان آج کل کیا کر رہے ہیں؟" اس نے بیٹھتے ہی عشاء کے بھائیوں کا پوچھا۔

"یہ افلاطون ہمارے سارے خاندان کو جانتا ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

"عدنان کا ہاؤس جاب چل رہا ہے' جب کہ عثمان بینک میں ہوتا ہے۔ تم سناؤ آپی کی پی ایچ ڈی ہو گئی۔" عمر بھی ان دونوں کو بھلائے مکمل اس کی طرف متوجہ تھا۔

"ہاں تقریباً۔۔۔" اس نے مختصراً جواب دیا۔

"پتا ہے زرش! سلجوق کی صرف ایک بہن ہے اور نہایت ذہین' ماشاء اللہ یونیورسٹی کے ریکارڈ توڑے ہیں انہوں نے اور اب میتھس میں پی ایچ ڈی مکمل کی ہے۔"

"لو دماغ کی خرابی۔" زرش کو تو میتھس سے چڑ تھی۔

"سلجوق بھائی' کبھی لے کر آیئے ناں انہیں۔۔۔" عشاء نے فوراً بے تکلفی دکھائی۔

"کیوں تمہیں الجبرا سمجھنا ہے؟" وہ چڑ کر بولی جب کہ عشاء نے صرف گھورنے پر ہی اکتفا کیا۔

"ہاں' کیوں نہیں ضرور۔" سلجوق نے بھی خوش دلی سے جواب دیا۔

"آئیں تو سہی' اپنے ہاتھ کی کالی اور بدمزا چائے پلاؤں گی انہیں۔" زرش نے دل ہی دل میں منصوبہ بنایا۔ اس کے ہاتھ کی بدمزا چائے پورے خاندان میں مشہور تھی۔

عمر نے گاڑی ایک بڑے سے سفید دروازے کے سامنے روکی۔ تو زرش نے دو کنال پر مشتمل سفید ٹائیلوں والے اسٹائلش سے بنگلے کا جائزہ لیا۔

اس کے گاڑی سے اترتے ہی عشاء بے چینی سے بولی۔

"تم نے اسے کہا کیوں نہیں کہ وہ باقی پیپرز میں ہمارا خیال رکھے۔" عمر نے بیک ویو مرر سے اسے گھورا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں تو اس کی ضرورت نہیں۔ پہلے ایم اے انگلش کر چکی ہو اور پوزیشن ہولڈر ہو۔۔۔ اور جہاں تک بات زرش ریاض صاحبہ کی ہے تو مجھے ان کے لیے سفارش کروا کر اپنی بے عزتی نہیں کروانی مجھے۔ عثمان' عدنان اور جواد کو وہ بہت اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ہم چاروں کزنز ٹاپ کلاس اسٹوڈنٹ رہے ہیں اب اس سارے جہان کی نکمی کی سفارش کا کہہ کر میں اپنے خاندان کے متعلق اس کی رائے خراب نہیں کروانا چاہتا۔"

عمر کی بے مروتی اور بدلحاظی کی تو خاندان بھر میں مثالیں دی جاتی تھیں اب بھی اس کا جواب سن کر زرش کھول اٹھی۔

"تم چاروں اپنے تمغے اور میڈل گلے میں ڈال کر پورے شہر میں دھمال ڈالو اور مت بتاؤ کہ میں تمہاری بہن ہوں۔ مجھے تمہاری سفارشوں کی ضرورت نہیں۔ پہلے میٹرک میں زبردستی سائنس دلوا دی' پھر ایف ایس سی کا ڈھول میرے گلے میں لٹکا دیا اور بی ایس سی کو دادا ابا نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا اور اب اس چڑیل عشاء نے ایم اے میں پھنسا دیا۔" زرش کا حوصلہ جواب دے گیا تو وہ تن فن کرتی میدان میں اتر آئی۔

"شرم کرو۔۔۔ پڑھے لکھے خاندان سے تعلق ہے تمہارا۔ دادا جی آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ' دادی اماں علی گڑھ سے فارغ التحصیل اور تو اور تمہارے والد صاحب کیمیکل انجینئر اور والدہ ایم ایس سی ہوم اکنامکس۔۔۔"

"زرش نے تیزی سے بات کاٹی۔

"جی اور ایک بہن ڈاکٹر' دوسری ایم ایس سی ایگری کلچر۔۔۔ بھائی محترم عمر ریاض الیکٹریکل انجینئر۔۔۔ مگر زرش ریاض کا ریکارڈ بوجہ خاندانی عزت کے انڈر گراؤنڈ ہے۔"

عمر اور عشاء نے تاسف سے اسے دیکھا جو ساری بھڑاس نکال کر خاصی مطمئن تھی۔

"پھر ڈوب مرو ایسے خاندان کا نام ڈبونے پر۔ سب سے چھوٹی ہو لیکن کزن بھر کی زبان اور اوٹ پٹانگ' بے ہودہ قسم کے شوق رکھنے میں سرفہرست ہو' اسٹار پلس کے ڈرامے' فیشن پر تمہاری معلومات ہمیشہ اپ

نوٹیٹ ہوتی ہیں جس پڑھتے ہوئے موت آتی ہے۔" عمر نے بھی اچھی خاصی ڈانٹ پلادی۔

"تو پھانسی چڑھادو مجھے۔" اس نے چڑ کر کہا۔ عمر کو بے اختیار ہنسی آگئی۔

"گھر جاتے ہی بابا کو بتاؤں گی کہ اسے مت لینے بھیجا کریں' سارے راستے ذلیل کرتا رہتا ہے۔"

عمر کو معلوم تھا کہ وہ بابا کی خاصی لاڈلی ہے۔ تب ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہونے تک وہ اس کی منتیں کرتا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"اعوان ولا" میں مظہر صاحب اور ان کی بیوی کے بنائے ہوئے اصول و قوانین پر سارا گھر چلتا تھا۔ شہر کے پوش علاقے میں بنی دو کنال کی کوٹھی کے مکینوں کا اتحاد اور اتفاق قابل مثال تھا۔ ریاض صاحب کی دونوں بیٹیوں کی شادی خاندان سے باہر جب کہ اکلوتے بیٹے عمر کی بات چیت ان کے چھوٹے بھائی فیاض کی سب سے چھوٹی بیٹی عشاء کے ساتھ طے تھی۔ ایاز صاحب کی بیٹی سنبل کے لیے فیاض صاحب کے بیٹے ڈاکٹر عدنان کا انتخاب ہوا تھا جب کہ عثمان اپنی کسی کلاس فیلو کو پسند کرتا تھا ورنہ فیاض صاحب کا ارادہ زرش کے لیے تھا اور ایاز صاحب کے اکلوتے بیٹے جواد کی منگنی تو ان کی ماں کی پسند پر ان کی بھانجی سے طے تھی۔ چونکہ پڑھا لکھا گھرانا تھا' اس لیے باہمی مسائل بات چیت سے طے کر لیے جاتے تھے۔ علم ان کے خاندان کا اوڑھنا بچھونا تھا صرف زرش پڑھائی کے نام سے بھاگتی تھی ورنہ سب حصوں پر مشتمل گھرانے کے تمام افراد ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے۔

☼ ☼ ☼

وہ اس دن ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ماڈل کے سوٹ کی امپورٹڈ ایڈری پر غور و فکر کرنے میں مگن تھی جب دادو اپنی تسبیح سنبھالتی اندر داخل ہوئیں۔

"زرش بیٹا! پرسوں پیپر ہے شاید آپ کا۔" دادو کے طنز کرنے پر وہ ہڑبڑا کر اٹھی تو گود میں پڑا فیشن میگزین اچھل کر دور جا پڑا اور رنگین صفحات پر فلمی اداکارہ کے ہوش ربا اسٹائل پر نظر پڑتے ہی دادو نے "استغفراللہ" کہہ کر نظریں پھیریں۔

"کرتی ہوں تمہارا علاج' آج تمہارے بابا کو آفس سے آلینے دو یہ سارے شیطانی رسالے بند کرواتی ہوں' مغضب خدا کا نہ دین کی پروا نہ دنیا کی۔ عشاء بھی تو تمہاری ہم عمر ہے مگر کھانے پکانے میں طاق اور سگھڑ ہے۔"

"اور سازش کرنے میں بھی ماہر ہے" وہ بڑبڑائی۔

"بند کرو اس اچھل کود کو اور شرافت سے جا کر عشاء کے ساتھ بیٹھ کر پڑھو۔" دادو کی جھاڑ پر اس نے ٹی وی بند کیا' ویسے بھی ان کا غصہ خاندان بھر میں مشہور تھا اور دادا ابھی کون سا کم تھے۔

"اور تمہاری ماں اور چچی کہاں ہیں؟ کچن میں تو نہیں دیکھا ذرا اوپر چھوٹی بہو کے پورشن میں چیک کرو اور جواد بھی آج آفس نہیں گیا' زکام ہو رہا ہے' ذرا زرینہ سے کہہ کر جوشاندہ بنواؤ اس کے لیے' اور تمہارے دادا پوچھ رہے تھے کہ آج کا اخبار ابھی تک ان کو نہیں ملا۔"

"اماں! کیا ہوا' کیوں خفا ہو رہی ہیں؟" زرش کی امی نے ابھی ابھی ٹی وی لاؤنج میں قدم رکھا تھا۔ ساس کو غصہ دیکھ کر فوراً تشویش سے پوچھا۔

"اے کچھ نہیں' پورے گھر میں' مکینوں کو ڈھونڈ رہی ہوں ماشاءاللہ بھرا پرا گھر ہے اور سناٹا ایسے چھایا ہوا ہے جیسے صحراؤں میں آن نکلی ہوں کہاں گئے سارے؟"

ساس کی بات سن کر ان کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "آپ کو پتا تو ہے اماں! اسکول کا ٹائم ہے' اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں' دفتر' کالج' یونیورسٹی' گھر میں صرف عشاء اور زرش ہیں یا پھر جواد بس' بڑی بہو کی تفصیل سے ان کی تسلی ہوئی تو وہ پھر زرش کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"تم کیا منکر نکیر کی طرح ابھی تک سر پر کھڑی ہو' سکینہ سے کہہ کر جواد کے لیے جوشاندہ بنواؤ۔" پھر وہ

اپنی بہو سے دھیمے لہجے میں بولیں۔

"بہو! اب اس گھر کے لڑکوں کی بھی فکر کرو' کب تک چھڑے چھانٹ پھریں گے۔ رات ملک صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ عمر اور جواد تو سیٹ ہیں' عید کے بعد ان کے بینڈ باجے بجواؤ۔ پھر عثمان' عدنان اور زرش اور سنبل کی اکٹھی ہی کر دیں گے۔ ہمارا تو بوجھ اترے گا۔" دادی نے ہاتھ جھاڑ کر ناپدید بوجھ بیچ بیچ ہی جھاڑا تو زرش کو ان کے اسٹائل پر ہنسی آگئی۔

"تم ابھی تک یہیں کھڑی کھی کھی کر رہی ہو' اوپر بچے کا زکام سے برا حال ہے۔" دادو نے اپنے چشمے کے پیچھے سے اسے گھورتے ہوئے کہا جواب دیوار سے ٹیک لگائے سکون سے ان کی طرف متوجہ تھی۔

"اماں! مجھے تو زرش کی فکر ہے۔ کیا ہے اگر عثمان سے بیاہ جواد۔" امی کے افسردہ اور رنجیدہ لہجے میں چھوڑے گئے ادھورے فقرے کو وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔ انہیں زرش کے لیے خاندان میں کوئی لڑکا دستیاب نہ ہونے کا خاصا دکھ تھا۔ عثمان تو انہیں خاصے پسند تھے زرش نے دل ہی دل میں خدا کا لاکھ شکر ادا کیا وہ خاندان میں شادی کے ویسے ہی سخت خلاف تھی وہ تو شکر ہے کہ عثمان اپنے ساتھ ہی جاب کرنے والی کسی کولیگ کے ساتھ وعدہ کر چکا تھا۔

"بس بہو! پریشان نہ ہوا کرو' یہ سب قسمتوں کے فیصلے ہیں یہ تو سب سے چھوٹی ہے اور گھر بھر کی لاڈلی بھی' ہم سب سوچ سمجھ کر ہی اس کا بر ڈھونڈیں گے۔" دادو نے بڑے شستہ لہجے میں انہیں دلاسا دیا' وہ ویسے بھی ان کی بڑی سمجھ دار بہو تھیں۔

"تم گئی نہیں ہو ابھی تک' آئینہ بن کر کھڑی ہو۔" دادو نے کسل مندی سے بکھرے بالوں کو سمیٹتی براؤن کاٹن کے سوٹ پر ریڈ ڈوپٹہ اوڑھے بے زار کھڑی پوتی کو ڈانٹا تو آخر کار وہ تھکے تھکے قدم گھسیٹتی وہاں سے چل ہی پڑی حالانکہ اس کا دل بالکل بھی نہیں کر رہا تھا اور پھر بھی ڈرامے کی قسط بھی دوبارہ آنی تھی۔

اگلے دو دن بعد اس کا "جدید شاعری" کا پیپر تھا۔ شاعری سے تو ویسے بھی اسے چڑ تھی اوپر سے پروین شاکر' فیض احمد فیض' ناصر کاظمی' امجد امجد اور میراجی کی شاعری نے اس کا دماغ بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ اس وقت بھی وہ دونوں کتابوں کا ڈھیر ٹی وی لاؤنج میں پھیلائے مصروف تھیں۔

اس نے کتاب ایک طرف پٹخی اور صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر ٹی وی کا ریموٹ اٹھالیا۔

"پلیز اب تم یہ ٹی وی مت چلانا اور سکینہ! ایک کپ چائے تو بنادو۔" عشاء نے اسے ٹی وی چلاتے ہوئے ٹوکا اور ٹیبل صاف کرتی سکینہ کو چائے کا کہا۔ زرش تن فن کرتی وہاں سے اٹھ کر ہی چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

اس دن کمرۂ امتحان میں بلا کی خاموشی تھی۔ سوالیہ پیپر سامنے آتے ہی زرش کو حسب معمول سکتہ ہو گیا تھا۔ جب کہ عشاء حسب عادت مطمئن اور پرسکون تھی۔ اس کے چہرے سے ویسے بھی اس کی دلی جذبات کی عکاسی کم کم ہی ہوتی تھی۔ سوالیہ پرچے میں دو سوالات ن۔ م' راشد اور ایک میراجی پر دیکھ کر اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پرچہ بنانے والے پر مقدمہ کر دیتی' موسم کافی تبدیل ہو چکا تھا۔

اس نے سامنے اسٹیج پر براؤن سوٹ میں کام کرتے ہوئے سلجوق پر ایک نظر ڈالی جو بے نیازی کے تمام ریکارڈ توڑے بیٹھا تھا۔

"یہ عمر کے سارے دوست ہی بے مروت ہیں اس کی طرح۔" زرش کے جملے پر عشاء نے مڑ کر دیکھا اور التجائیہ لہجے میں درخواست کی۔

"اللہ کے واسطے آج خاموشی سے پیپر کرنا اور زبان کو بھی قابو میں ہی رکھنا' صبح عمر نے بھی کہا تھا کہ میری بے عزتی نہ کروا دینا اور اس سے بعید بھی کوئی نہیں' کہیں جا کر ہماری شکایت ن نہ آج لگادے عمر سے۔"

"میں تو نہیں ڈرتی عمر سے اور اس کے گھونچو دوستوں سے' میرے منہ جو لگے گا اس کو میں خود ہی ٹھیک کر دوں گی' تمہارا مستقبل کا مجازی خدا ہے تم ہی

اس کے فضول احکامات کی پیروی کرو۔" زرش کے نکتے سے جواب پر عشاء اسے گھور کر رہ گئی۔

"پتا نہیں' جب عقل بٹ رہی تھی تو تم کہاں رہ گئی تھیں۔"

"تمہیں ڈھونڈنے گئی ہوئی تھی۔" زرش نے پٹ سے جواب دیا۔

"اگر آپ کے مذاکرات ختم ہوگئے ہوں تو ہم پیپر شروع کروادیں۔" ایک نگران طنزیہ لہجے میں بولا تو وہ دونوں خاموش ہوگئیں۔

پیپر کا آغاز ہوگیا تھا اور زرش کے چہرے کی ہوائیاں اس کے دلی جذبات کی عکاسی کررہی تھیں۔ معروضی کا بیس نمبر کا ضروری سوال ہی خاصا لو کھا تھا' ایک دفعہ تو عشاء نے بھی اسے مخاطب کیا۔

"یار! پروین شاکر نے اپنی کتاب "خوشبو" کا انتساب کس کے نام کیا تھا بھلا؟"

"مجھے کیا پتا' میرے نام تو نہیں کیا اور مجھے تو آج پتا چلا ہے کہ پروین شاکر کی کسی کتاب کا نام خوشبو ہے۔" زرش کے جواب نے عشاء کو اچھا خاصا تپا دیا۔

"چلو بھر پانی میں ڈوب مرو جاکر' جب تم کو پروین شاکر کی کتابوں کا ہی نہیں پتا تو ایم اے اردو تم نے خاک کرنا ہے۔"

"محترمہ! آپ آج پھر شروع ہوگئی ہیں۔" سلجوق نے تنقیدی نظروں سے اس کی جوابی شیٹ کا جائزہ لیا جو ابھی تک صاف' شفاف اور بے داغ تھی۔

"آپ آج پھر تھانے داروں کی طرح ہمارے سر پر کھڑے ہوگئے ہیں؟" اس نے یہ سوچ کر تکا سا جواب دیا کہ عمر کا پکا دوست ہے اور دوستی کا لحاظ کرکے کم از کم کمرۂ امتحان سے تو باہر نہیں نکالے گا۔

"ظاہر ہے' جب آپ غیر قانونی' غیر اخلاقی حرکتیں شروع کریں گی تو ہمیں تھانے دار تو بننا ہی پڑے گا۔"

"ہمارے تھانوں کی کارکردگی اتنی اعلا نہیں ہے' جتنی پھرتیوں کا مظاہرہ آپ کرتے ہیں۔" اس کے پٹر پٹر بولنے پر سلجوق نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر واقعی عمر کا لحاظ کرکے نظر انداز کرکے آگے بڑھ گیا۔

"شکر الحمدللہ۔" وہ آہستگی سے بڑبڑائی اور اسی لمحے اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ فوراً اپنے پیپر پر جھک گئی۔ سب کچھ دماغ سے بھک کرکے اڑ گیا۔ اس وقت وہ خود کو دنیا کی مظلوم ترین لڑکی سمجھ رہی تھی۔ تمام نگرانوں کو مصروف دیکھ کر اس نے ہمت نسواں کے تحت ایک دفعہ پھر عشاء کو مخاطب کیا۔

"یار! اپنے "ناصر کاظمی" کو کیا دکھ تھا جو اس کی شاعری میں اتنی مایوسی ہے۔"

سلجوق کو ایک دم اپنے سر پر دیکھ کر اس نے مایوسی سے گہرا سانس لیا۔

"آپ کو اللہ کا خوف نہیں ہے۔" وہ دانت کچکچا کر آہستگی سے بولی۔

"بہت ہے' جب ہی' غیر اخلاقی ہتھکنڈے استعمال کرنے والوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ کر شرمندہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں' مگر لگتا ہے کہ بے فائدہ ہے۔" سلجوق کا اطمینان قابل دید تھا۔

"ٹھیک ہے' اب کچھ بھی نہیں پوچھوں گی۔" زرش نے جیسے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ لکھیں گی کیا؟" سلجوق نے بے ساختہ کہا تو اگلے ہی لمحے وہ اس کی بات سمجھ کر ہنس پڑی وہ کچھ دیر تو حیرانی سے اسے تکتا رہا اور پھر نہ جانے کیا سوچ کر آگے بڑھ گیا اور اس کے بعد عشاء کے پاس رکا اور جھک کر اسے کچھ کہا اور پھر تیزی سے آگے چلا گیا۔

"لو مرو دیکھ لو' میرا پیپر' لیکن اگلے پیپر کی تیاری خود کرکے آنا ورنہ قتل کردوں گی۔" عشاء کی بات پر اسے جھٹکا ہی تو لگا تھا زیادہ غور و فکر کرنے کا وقت نہیں تھا۔ تب ہی اس نے دھڑا دھڑ قلم چلانا شروع کردیا اور حیرانی کی بات تھی کہ سلجوق نے ایک دو دفعہ دیکھا بھی لیکن کچھ نہیں کہا۔

☼ ☼ ☼

اس کے پیپرز ختم ہوئے تو اس نے شکرانے کے دو نفل باقاعدہ ادا کیے اور اسی دوران عمر اور عشاء کی

شادی اچانک طے پاگئی اور گھر میں ایک ہنگامہ ہی تو کھڑا ہوگیا تھا افراتفری میں بری اور جہیز کی تیاریاں ہورہی تھیں اور بازاروں کے چکر پر چکر لگ رہے تھے۔ وہ خاصی خوش تھی اس طرح کے فنکشنز' پارٹیاں اسے بھاتے بھی تو بہت تھے اور اس نے تو شادی سے پورے پندرہ دن پہلے ہی ڈھولک رکھوالی تھی اور باقاعدہ رات کو اس پر گانوں کی پریکٹس ہی کی جاتی تھی۔ اب تو عشاء کا عمر سے مکمل پردہ کروایا جارہا تھا۔ پندرہ دن تک چلا چلا کر گانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مہندی والے دن اس کا گلا خاصا خراب ہوچکا تھا۔ اس کے اندر سے برآمد ہونے والی آواز سن کر سارے کزنز کانوں میں انگلیاں ڈال کر بھاگتے پھر رہے تھے۔

عمر اور عشاء کی مہندی کا فنکشن گھر کے لان میں کیا جارہا تھا سبز رنگ کی فٹنگ والی شرٹ اور چوڑی دار پاجامے میں مکمل ہتھیاروں سے لیس ہو کر وہ کسی کام کے سلسلے میں عشاء کی طرف آئی تو ایک لمحے کو اسے دیکھ کر عشاء ٹھٹک گئی۔ اور شرارتی انداز میں گھوم پھر کر اس کا جائزہ لینے کے بعد وہ انتہائی شوخ لہجے میں گویا ہوئی۔

"اوہ! خیر ہے اتنی زبردست ڈریسنگ؟" عشاء نے سراہا۔

"ویسے زرش قسم سے آج بولنا مت' تمہارا سارا امپریشن خراب ہوجائے گا۔"

"زیادہ ٹرٹر کرنے کی ضرورت نہیں' کل تمہاری شادی ہے اور گلا تو تمہارا بند ہونا چاہیے تھا۔ اتنی منہ پھٹ اور بدلحاظ دلہن پہلی دفعہ دیکھی ہے اور لو مرو' پکڑ دھکڑ' عمر نے رولا ڈالا ہوا ہے کہ عشاء کے گجرے نہیں آئے اور اب جاکر خود لے کر آیا۔ ابھی نکاح ہوا نہیں اور اشاروں پر ابھی سے ناچ رہا ہے۔"

"پلیز زرش! مت بولو میرے دل کو کچھ ہوتا ہے۔ جس طرح کھڑکھڑ کی آوازیں تمہارے گلے سے نکل رہی ہیں لگتا ہے کہ کوئی بغیر سائلنسر کے موٹر سائیکل چل رہا ہے۔"

اس نے بڑھ کر اسے جھانپڑ رسید کیا۔ اور خود واپسی

کے لیے قدم بڑھائے۔ ان کی طرف رسم کا آغاز ہو چکا تھا' پیلے ڈوپٹے کے نیچے عمر اپنے دوستوں کے ساتھ اندر آرہا تھا اور عمر کے دائیں طرف سفید کرتا شلوار میں انتہائی بے فکری سے قہقہے لگاتے سلجوق کو دیکھ کر تو اسے سکتہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ وہ خاصے خوشگوار موڈ میں تھا اور پھر پیلے پھولوں سے سجی کرسی پر وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر ہی براجمان تھا وہ جب عمر کو مسندی لگانے آگے آئی تو سلجوق نے بڑی خوشگوار حیرت سے اسے بغور دیکھا۔

"پلیز زرش! خدا کے لیے آج گانے مت گانا۔" عمر نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ مصنوعی خفگی سے اسے گھور کر رہ گئی۔ بولنے کے لیے منہ کھولا لیکن پھر سلجوق کو بالکل ساتھ جڑے دیکھ کر خاموش ہو گئی اور پھر سارے فنکشن میں وہ خاموش ہی رہی' جب بھی وہ کچھ بولنے کے لیے منہ کھولتی۔ سب فوراً" ہاتھ جوڑ کر اسے چپ رہنے کا واسطہ دے دیتے اور وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتی اور سلجوق کے لیے اس کا نہ بولنا ناقابل یقین بات تھی۔ ولیمہ والے دن گہرے نیلے رنگ میں اس کی گوری رنگت دمک رہی تھی۔ آدھی آستین میں ڈھیروں سلور چوڑیوں میں اس کے سڈول بازو خاصے خوبصورت لگ رہے تھے۔ ہلکے میک اپ اور نازک جیولری میں وہ دل کو چھو لینے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

استقبالیے میں وہ اپنی بہنوں کے ساتھ آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کے لیے کھڑی تھی کہ سرمئی رنگ کی سلک کی ساڑھی میں ایک باوقار خاتون کو سلجوق کے ہمراہ آتے دیکھ کر وہ چونک گئی نازک مگر قیمتی چشمے میں انتہائی سادہ خاتون دیکھنے والوں کے لیے بہت عمدہ تاثر چھوڑ رہی تھیں۔

"واہ بھابی اتنا ہی گریس فل ہونا چاہیے۔" تحسین آپی نے بلند آواز میں سراہا۔

"امی! یہ عمر کی سب سے چھوٹی سسٹر زرش ہیں۔" اس کے اچانک سر پر پہنچ کر تعارف کروانے پر وہ بوکھلا گئی۔

"کامیاب چھاپے مارنے کی عادت پتا نہیں کب جائے گی۔" اس نے دل ہی دل میں اسے خوب کوسا جب کہ وہ خاتون بڑی نرم مسکراہٹ کے ساتھ انتہائی شفیق انداز میں اس کا ماتھا چوم کر بولیں۔ "ماشاء اللہ بڑی پیاری بچی ہے۔"

اس نے سر ہلا کر انہیں سلام کیا گلا تو اب مکمل بند تھا۔ ہزار ٹوٹکے کرنے کے بعد بھی۔

"وعلیکم السلام" انہوں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھاما اور جواب دیا اور اسی لمحے تحسین آپی اور بینش آپی بھی انہیں خوش آمدید کہنے کو آگے بڑھ آئیں اور اسے بولنا نہیں پڑا اور بھرم رہ گیا۔ جب کہ سلجوق بڑی گہری نظروں سے اس کا معائنہ کرنے میں مگن تھا۔

پھر کھانے کے بعد وہ بڑی تیزی سے سٹیج کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک اسے اپنا ایک پاؤں بڑا آزاد محسوس ہوا' جھک کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سلور کلر کی بہت نازک سی ایک پٹی والی چپل دغا دے گئی ہے اس کا دل دھک کر کے رہ گیا تو یہ نیا "سیاپا" پڑ گیا۔ شادی ہال سے گھر تک کا فاصلہ تقریباً" چالیس منٹ کا تھا اور اتنے رنگا رنگ فنکشن کو چھوڑ کر کوئی بھی اسے گھر لے جانے پر راضی نہ ہو گا اس کا اسے بخوبی اندازہ تھا۔

تب ہی پاؤں کو گھسیٹتی' مہمانوں سے بچتی ہوئی وہ نسبتاً" ایک تاریک کونے میں کھڑی ہو گئی۔

"لگتا ہے کم بخت عشاء کی نظر لگ گئی۔ اس نے کتنی منتیں کی تھیں کہ چپل بری کے سامان میں رکھ دو اور اپنے لیے نئی لے آؤ' لیکن وہ بھی ایک نمبر کی ڈھیٹ تھی۔ بالکل نہیں مانی اب گلا خراب' چپل ٹوٹی ہوئی جس کے ساتھ ایک قدم بھی چلنا محال تھا اور اوپر سے بھوک' اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔ سب مہمان کھانے میں مگن تھے اور اسی لمحے اسے سلجوق اپنی طرف آتا محسوس ہوا۔

"تو یہ کہاں سے چلے آرہے ہیں موصوف۔" اس نے دل میں کوسا۔

"تھینکس گاڈ! آپ مجھے مل گئیں۔۔۔ میں تو سارے ہال میں آپ کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔" سیاہ پینٹ

کوٹ میں اس کا دراز قد خاصا نمایاں تھا۔

"کیوں اب میں کس کی نقل کر رہی ہوں؟" وہ کہنا چاہتی تھی مگر افسوس گلے نے اس کے ارمانوں کا گلا گھونٹ لیا۔

"دیکھیں زرش! میں بہت سیدھا سادہ اور کھرا بندہ ہوں۔ بات گھما پھرا کر کرنے کا فن مجھے نہیں آتا۔ مجھے آپ اچھی لگی تھیں اور میں نے اپنی والدہ سے تذکرہ کیا اور آج انہوں نے آپ کو بھی دیکھ لیا' کہہ رہی تھیں کہ خاصی "کم گو" اور "پیاری بچی" ہے اور ان کو تو آپ اتنی اچھی لگیں کہ انہوں نے ایک جگہ انکل اور آنٹی کو اکٹھے کھڑا دیکھ کر بات بھی کر لی۔"

"ماں کو بھی کامیاب چھاپے مارنے کی عادت ہے۔" وہ کھول کر رہ گئی۔

"ارے آپ خاموش ہیں' کوئی بات نہیں مشرقی لڑکیاں ایسے موقعوں پر اکثر چپ ہی رہتی ہیں۔" وہ خاصے خوشگوار لہجے میں بولا' آنکھوں میں ستارے دمک رہے تھے اور سارا وجود ایک سرشاری کی کیفیت میں تھا۔

میرا گلا ٹھیک ہوتا تو میں بتاتی کہ میں کتنی مشرقی ہوں' جس طرح "مونیکا" نے "کلنٹن" کو دن میں تارے دکھا دیے تھے' ایسے ہی تارے میں بھی دکھا دیتی۔" وہ طیش کے عالم میں وہاں سے واک آؤٹ کر کے اپنے غصے کا اظہار کرنا چاہتی تھی' لیکن ٹوٹی ہوئی چپل کو نیچے غور سے دیکھنے پر اسے اپنی بے بسی کا مزید احساس ہوا اور وہ وہیں رک گئی۔

"ارے آپ نیچے کیوں دیکھ رہی ہیں۔ اوہ شرما رہی ہیں۔۔۔ گڈ۔ آپ تو مجھے حیران کر رہی ہیں' ورنہ میں تو سمجھا تھا کہ آپ خاصی "پٹاخہ" سی ہیں' لیکن مشرقی لڑکیاں خواہ کتنی بھی شوخ اور پٹاخہ کیوں نہ ہوں' ایسے موقعوں پر چپ کر ہی جاتی ہیں۔ اور ویسے بھی لڑکی کی خاموشی اس کی رضامندی ہی ہوتی ہے۔" سلجوق کے اس "انکشاف" پر اس نے دہل کر اسے دیکھا جو اس کی خاموشی کو کئی معنی پہنا کر مستقبل کی وادیوں میں بھی پہنچ گیا تھا۔

"ارے میری بچی یہاں کھڑی ہے' دیکھیں مسز ریاض! ماشاء اللہ کتنی پیاری جوڑی ہے' میں تو آج ہی گھر پہنچ کر صدقہ دیتی ہوں۔" سلجوق کی امی کو اپنی امی کے ہمراہ دیکھ کر اس کے تو ہاتھوں کے طوطے ہی اڑ گئے جب کہ وہ بڑی پرشوق نظروں سے اس کا جائزہ لینے میں مگن تھیں۔

"ارے مسز علی! آپ تو ہتھیلی پر سرسوں جما رہی ہیں۔" زرش کی امی نے ہنستے ہوئے کہا۔ ان کا موڈ خاصا خوشگوار تھا۔ شاید بیٹی کے لیے اتنے شاندار پرپوزل کی توقع نہیں تھی۔

"ارے میرا اکلوتا بیٹا ہے ماشاء اللہ اچھا خاصا ایجوکیٹڈ اور سلجھا ہوا۔ اور میرے تو بہت ارمان ہیں آپ بس ہاں کریں۔ ریاض صاحب نے تو مجھے کسی کروادی ہے وہ تو کہہ رہے تھے کہ مسز علی! سمجھیں زرش آپ کی ہی بیٹی ہے۔۔۔"

"کیوں فالتو ہوں میں۔۔۔؟" وہ غصے سے دل میں سوچ کر رہ گئیں۔

وہ ایک دم اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی محبت اور خوش دلی سے اس سے مخاطب ہوئیں۔ "ارے میری بچی تو

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے
بہنوں کے لیے ایک اور ناول
تتلیاں پھول اور خوشبو
راحت جبیں
قیمت۔۔۔ -/225 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار کراچی

ماشاء اللہ خاصی شرمیلی اور کم گو واقع ہوئی ہے۔ ورنہ آج کل کی لڑکیاں تو پٹر پٹر بولتی ہیں۔" پھر بڑے مان اور اپنائیت بھرے لہجے میں کہا۔ "کیوں بیٹا آپ کو یہ فیصلہ منظور ہے ناں؟"

"جی۔۔۔!!" اس نے منہ کھولنا چاہا مگر آواز گلے کے اندر ہی دم توڑ گئی۔ وہ چیخ چیخ کر کہنا چاہ رہی تھی کہ اپنے چالاک اور عیار، تھانیدار بیٹے کے لیے ویسی ہی "پڑھاکو" لڑکی ڈھونڈیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے پی ایچ ڈی نند، پروفیسر ساس اور سسر اور تعلیم ہی کے شعبے میں وابستہ شوہر کی۔۔۔ مگر افسوس۔۔۔

اب تو گلے سے غراہٹ بھی نہیں نکل رہی تھی۔ اس نے بے بسی سے امی کو دیکھا اور امی کو بھی اس سے اس قدر "مشرقی" ہونے کی توقع نہیں تھی اس لیے وہ اس کے گلے کی خرابی کو بھولے ہوئے اس کی خاموشی کو شرم پر محمول کرتے ہوئے بولیں۔ "مسز علی اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو ان شاء اللہ اللہ بہتر کرے گا اور ویسے بھی عمر تو جانتا ہی ہے سلجوق بیٹے کو۔"

زرش نے کھا جانے والی نظروں سے اسٹیج کی طرف دیکھا جہاں عمر اپنی دلہن کو "واری صدقے" جاؤں نظروں سے دیکھنے میں محو تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ٹوٹی ہوئی چپل سمیت اڑتی ہوئی اسٹیج پر پہنچ کر ان کے رومانس کا ستیاناس کر دے۔ اس نے غصے سے سلجوق کو دیکھا جو بڑی مبہوت نظروں سے اس کو حصار میں لیے ہوئے تھے۔

"بس جی یہ زرش آج سے میری بیٹی ہوئی۔۔۔" سلجوق کی مما نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتار کر زبردستی اسے پہنائی تو وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"اللہ قسمت اچھی کرے میری بیٹی کی میں ابھی ریاض صاحب سے مٹھائی منگواتی ہوں۔" امی کو انتہائی خوش اور مطمئن دیکھ کر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔

"بیٹا۔۔۔! سلجوق بتا رہا تھا کہ آپ کا ایم اے کا رزلٹ آنے والا ہے ان شاء اللہ میں خود آپ کا ایم فل میں ایڈمیشن کروا دوں گی پھر تم، میں اور سلجوق کے پاپا اکٹھے یونیورسٹی جایا کریں گے۔ میری دلی آرزو ہے کہ میری بیٹی کی طرح میری بہو بھی پی ایچ ڈی ہو۔"

سلجوق کی مما کے ارادے سن کر اس کا رنگ ایک دم فق ہوا۔ دل ڈوبنے لگا اور آنکھوں کے آگے ستارے ناچنے لگے اس نے گھبرا کر ساتھ رکھی کرسی کو تھاما اور خود کو گرنے سے بچایا۔

"ماشاء اللہ مبارک ہو۔۔۔" تحسین آپی نجانے کہاں سے نمودار ہوئی تھیں۔

"اللہ نظر بد سے بچائے مجھے تو بہت خوشی ہو رہی ہے یہ سن کر کہ زرش ایک اچھی خاصی پڑھی لکھی فیملی میں جا رہی ہے۔"

بینش آپی کا چہرہ بھی کھلا جا رہا تھا وہ بھی اڑتی ہوئی وہاں پہنچی تھیں۔

"ہاں بیٹا! ہمارے گھر کا ماحول خاصا علمی ہے، بلکہ کبھی کبھی تو سلجوق کے پاپا ہنستے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں اتنی چیزیں نہیں جتنی کتابیں ہیں۔"

سلجوق کی مما کی اس اطلاع پر زرش کا دل مزید بیٹھ گیا۔

"ارے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں محترمہ! میں خود آپ کو پڑھاؤں گا ان شاء اللہ آپ کو ایم فل میں ہرگز کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

پُرشوق لہجے میں سلجوق کی سرگوشی پر اس نے خالی نظروں سے اسے دیکھا اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ آنے والے دنوں میں ایک ہینڈسم اور اسمارٹ شریک حیات کے ساتھ کتابوں کے بوجھ کو برداشت کرنا پڑے گا اور اسے نہ جانے کیوں یہ خوش فہمی تھی کہ سلجوق کتنا ہی لائق فائق اور بہترین پڑھانے کا ہنر رکھتا ہو لیکن زرش ریاض جیسی نالائق، لاپروا اور ڈھیٹ اسٹوڈنٹ کو پڑھانا آسان کام نہیں، اور یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون کس پر کتنا حاوی ہے، کیونکہ اگر اسے پڑھانے کے ایک سو ایک طریقے آتے تھے تو زرش ریاض کو پڑھائی سے بھاگنے کے دو سو دو طریقے آتے تھے۔

☼